رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

جلد ۳ | ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۵ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۰ صفر سنہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۷۵

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت اقدس فضل عمر ایدہ اللہ کی صحت اچھی ہے خاندان نبوت میں بھی بہمہ وجوہ خیریت ہے + میر صاحب قبلہ مع حضرت ام المومنین و دیگر وابستگان کے جو کسی عزیز کی شادی میں شریک ہونیکو لاہور تشریف لے گئے تھے - ۲۵ دسمبر کو واپس تشریف لے آئے + نواب صاحب قبلہ اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سلمہما اللہ بھی بر وقت رونق افروز جلسہ ہو گئے ہیں + پیغامی جلسہ کی پہلی تاریخ میں جو نہایت قلیل وقت باہمی اختلاف کے متعلق سوال و جواب کے واسطے رکھا گیا تھا - اس سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے جناب فاضل میر محمد اسحٰق صاحب و اخویم مکرم میر قاسم علی صاحب بحکم حضرت خلیفۂ برحق لاہور تشریف لے گئے تھے کل ۲۶ دسمبر کو واپس آ گئے - انکی اور دیگر دیکھنے والوں کی زبانی معلوم ہوا کہ معاندین خلافت کی نہایت قلیل جمعیت - جلسہ کی بے رونقی اور اسپر بھی انکے بعض اکابر کی رعونت - بیجا تعلیاں اور افسوسناک اعتقادی حالت عبرت خیز ہے - اللہ تعالٰے ان کے حال پر رحم فرمائے کہ یہ اپنے مآل کار سے متنبہ ہو کر اب بھی خدا کا خوف کریں اور موجودہ خطرناک رویہ سے باز آ جائیں +

منارۃ المسیح کی برجی ابھی بن رہی ہے مگر ایام جلسہ کے لئے بجلی کی روشنی کا ہنڈا منگوا کر اسپر لگوا دیا گیا ہے جو دور دور سے نظر آتا ہے + انگریزی ترجمۃ القرآن کا پارہ اول جس کے جلسہ تک چھپنے کی بموجب آخری خطوط کے بالکل توقع نہ تھی - بفضل خدا تیار ہو کر مدراس سے آ گیا ہے فی الحال ۵ سو جلد لیکر حضرت مولوی شیر علی صاحب و مکرمی مفتی محمد صادق صاحب شرکت جلسہ کی خاطر ۲۶ دسمبر کو دارالامان پہنچ گئے ہیں + اردو ترجمہ کا پارہ اول بھی تیار ہو کر لاہور سے آ گیا ہے + رسالہ زکوٰۃ چھپ رہا ہے ایام جلسہ کے اندر اندر انشاء اللہ پورا ہو جائے گا + سلسلہ اسباق درس قرآن بھی زیر طبع ہے اور جلدی ہی اس کا پہلا حصہ چھپ جائیگا + مقامی جماعتوں کی ششماہی رپورٹ کا نقشہ جو حضرت اقدس نے ترقی و اصلاح ملت احمدیہ کی غرض سے تجویز فرمایا ہے + آغاز جلسہ سے پہلے ہی چھپ گیا تھا - ۲۶ دسمبر کو حضور ممدوح نے تمام مقامی انجمنوں کے سیکرٹری و پریذیڈنٹ صاحبان کو طلب فرمایا اور اس اہم ترین خدمت کے متعلق انہیں انکے فرایض اور ذمہ واریوں سے آگاہ کیا - اور بہت سی ضروری ہدایات دیں - حضور کی یہ مدبرانہ سکیم امید ہے کہ انشاء اللہ ترقی سلسلہ میں بہت کچھ موثر و بابرکت ثابت ہوگی + مہمانوں کی تعداد ۲۶ کی رات تک ۳ اور چار ہزار کے درمیان پہنچ چکی تھی - اور بعد کے دور دراز..

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۵ء

جلسہ سالانہ

بعض تمہیدی باتیں

جیسا کہ ہم گزشتہ اشاعت میں عرض کر چکے ہیں۔ جمعہ کی وجہ سے احباب کی ایک کثیر تعداد ۲۴ دسمبر ہی کو قادیان پہنچ گئی۔ اور ۲۵ دسمبر کو تو ماشاء اللہ آمد مہمانان کا وہ زور شور رہا کہ سنین ماضیہ میں تواریخ مشتہرہ سے **پہلے اتنا** کبھی نہ ہوا تھا۔ یکوں اور دیگر سواریوں کا ایک تانتا بندھا ہوا تھا جن کا صحیح صحیح شمار نہ کسی نے لگایا نہ کوئی لگا سکتا تھا۔ آدھی رات تک یکے وغیرہ آتے رہے دو ڈھائی ہزار آدمی سے کیا کم اس ایک ہی دن میں داخل دارالامان ہوا ہوگا پھر ۲۶ دسمبر کو بھی قریباً یہی کیفیت دیکھی گئی۔ غرضیکہ کل شرکاء جلسہ کی صحیح تعداد تو ابھی دریافت نہیں ہوئی لیکن اگلے پچھلے سب مہمان ملا کر اس دفعہ کی جمعیت سالہائے ماسبق سے یقیناً کہیں زیادہ بڑھ گئی گویا یہ ایک عجیب بات ہے کہ جوں جوں عازمان قادیان کی راہ میں انواع و اقسام کی مشکلات اور رکاوٹیں زیادہ ہوتی ہیں۔ اتنی ہی انکی ریل پیل آگے سے فزوں تر ہو جاتی ہے۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا **خاص فضل** اور اسکے ملائکہ کی تائید نہیں کہ جنگ۔ گرانی۔ قحط۔ کاروبار کا مندہ۔ مالی مشکلات فصلی امراض اور ان سب آفات پر مستزاد معاندین خلافت حقہ کی سر توڑ کوششیں کہ کسی طرح مرکزی اجتماع کا رنگ پھیکا پڑ جائے۔ اسقدر شدید و کثیر موانع کے ہوتے ہوئے احمدی قوم ہے کہ بجوش انبساط و کشش و اخلاص کے ساتھ احمد نبی اللہ کی "ارض حرم" کی طرف ڈھلی چلی آتی ہے۔ کیا یہ کسی انسانی سعی و جانفشانی کا نتیجہ ہے؟ کیا اسمیں ماوشما کی تگ و دو اور جد و جہد کا کچھ دخل ہے؟ حاشا و کلا۔ الٰہی وعدوں کے مطابق تخت گاہ رسول کی جانب یہ خارق عادت رجوع خلائق (دور اندیشاں

خاندانِ نبوت کے منصوبوں میں ایسی صاف و صریح ناکامی بغیر خدا تعالیٰ کی نصرت کے ہرگز ممکن نہیں۔

فسبحان الذی اخزی الاعادی

انتظامی امور

جیسا کہ سابقہ اعلانوں میں ذکر آچکا ہے تقسیم عمل کے اصول پر مختلف خدمات خاص خاص احباب بزرگان کے ذمہ لگادی گئی تھیں۔ مہمانوں کی قیام گاہوں کی ضلع و علاقہ وار تعیین ہو گئی تھی معزز منتظمین اور انکے معاونین نامزد ہو گئے تھے پھر کارکنوں نیز مہمانوں کی سہولت کے واسطے ان تمام قرار دادوں کے تفصیلی نقشے بھی کمال مستعدی و سرعت سے چھپوا کر ۲۵ دسمبر ہی کو اشخاص متعلقہ میں تقسیم کر دیئے گئے تھے جنمیں اس قسم کی جزوی تصریحات تک نظر انداز نہیں کی گئیں کہ فلاں خدمت کے منتظم اور معاون فلاں فلاں اصحاب ہیں۔ فلاں عمارت فلاں کمرہ میں اس کا انتظام و سامان کیا گیا ہے۔ مثلاً عام **نگرانی** کے لئے دفتر مدرسہ احمدیہ کا کمرہ مقرر ہے تو حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب و حضرت میاں شریف احمد صاحب اسکے منتظم اور اخویم مکرم شیخ عبد الرحمن صاحب فاضل مصری ممدوحین کے مددگار یا نائب۔ اسی طرح **انتظام مکانات** کے واسطے کمرہ محمد سعید عرب صاحب مخصوص ہے تو برادر مکرم ماسٹر محمد عبد العزیز صاحب بی اے ناظم مدارس احمدیہ اسکے انچارج اور چھ دیگر احباب انکے معاون۔ پھر انتظام پرچہ خوراک کیلئے لائبریری مدرسہ احمدیہ اور حضرت مولنا مولوی سید سرور شاہ صاحب مدظلہ و اخویم مکرم مولوی عبید اللہ صاحب فریدآبادی اس کے منتظم مع دو مددگاروں کے۔ غرض اسی طرح روشنی صفائی انتظام تنور و دیگ تقسیم روٹی۔ تقسیم سالن آبدار خانہ وغیرہ وغیرہ کے جدا جدا کمرے جدا جدا افسر اور عملے متعین کر دیئے گئے تھے۔

تقسیم مکانات کے ضمن میں یہ چند امور قابل ذکر ہیں۔ بورڈنگ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی وسیع و شاندار عمارت کے علاوہ جو قصبہ کے باہر واقع ہے اور جسمیں بفضل خدا ہزارہا آدمی قیام کر سکتے ہیں قریباً دو درجن مکانات اور کمرے اور بعض معزز مکرم مہاجرین کی پرائیویٹ بیٹھکیں بھی قیام مہمانان کے واسطے لئے گئے تھے پھر بھی مسجد اقصٰے احمدیہ مسجد ارائیاں تک میں ان کو ٹھہرانا پڑا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

ناکامی دشمناں مبارک!

کہاں ہیں وہ بدسگالان بارگاہ خلافت کہاں ہیں وہ معاندین مرکز احمدیت جو اس چمن کو بے رونق کر دینے کے سکیرانہ منصوبے گانٹھتے تھے آئیں اور دیکھیں کہ احمد[1] آخر زماں علیہ السلام کا یہ گلزار پُر بہار خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کیسا لہلہا رہا ہے ہم جانتے ہیں اسکی رونق کا ذکر بھی انکی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتا ہوگا مگر خدارا ذرا آن کے اک نظر دیکھیں تو جا بجا انھیں پتہ لگے کہ خدائے کارساز جس کا حامی و مددگار ہو۔ اسکے کاموں کو بگاڑنے میں دشمنوں کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہوا کرتی۔ مگر آہ! انھیں اتنی بصیرت اور خدا ترسی ہوتی تو مرکز ہدایت ہی سے کیوں منحرف ہوتے؟ خدائے عزّ و جل کے حکیمانہ انتخاب ہی میں کیوں بدظنی و بداعتقادی ظاہر کرتے؟ رسول برحق حضرت احمد نبی اللہ کی ذریات طیبات ہی کے ساتھ کیوں کھلم کھلا عناد و فساد اختیار کرتے؟ حقیقی اسلام (احمدیت) کے محکم اصولوں ہی کو کیوں خیرباد کہتے؟ اور بالآخر اپنی امتیازی خصوصیات کو ملیا میٹ کر کے جو مامور من اللہ بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ ہیں۔ دشمنان سلسلہ سے ساز باز کی تگ و دو میں کیوں ہوس بیٹھے مارے مارے پڑے پھرتے؟ انکے لئے دو تو جہان کی عزت و عظمت اپنے مسیحا کے در پر کیا موجود نہ تھی؟ مگر یا قسمت یا نصیب۔ انھوں نے تقدیم دین علی الدنیا کے پاک عہد کو توڑا۔ مرجع شہاں کی غلامی سے منہ موڑا۔ تو اب اس دین حق کی نظروں میں وہ ہوئے نہ ہوئے برابر ہیں۔ بلکہ فی الحال تو وہ اغیار سے زیادہ سلسلہ عالیہ کو ضعف پہنچانے رسوا کرنے اور ہر ممکن طریق سے خدا جانے کس کینہ دیرینہ کا بخار نکالنے میں شب و روز سرگرم سعی ہیں۔ گویا مسیح موعود کے غلام کہلا کر اسکے صریح مخالفین سے بھی سوا مدینۃ المسیح کی عظمت و اہمیت کے درپئے تخریب ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رونقِ بازار

حسب معمول مگر سابق سے کہیں بڑھ چڑھ کر احمدیہ بازار میں اچھے بڑے شہروں اور انکے مشہور بازاروں کی سی چہل پہل نظر آتی ہے ہر قسم کے تجارتی مال جہاں تہاں قرینہ سے سجے ہوئے ہیں۔ خورد و نوش کے

---

[1] احمدِ آخر زماں نامِ من است
آخریں جامے ہمیں جامِ من است
(درثمین)

پر تکلف سامان۔ انواع و اقسام کی شیرینیاں۔ میوہ جات دودھ چاء ڈبل روٹی۔ بسکٹ کیک اور خدا جانے کیا کیا کچھ۔ غرض اس مختصر سے بازار میں اللہ تعالیٰ نے جہان بھر کی نعمتیں اپنے بندوں کے ہاتھ منگوا کر جمع کر دی ہیں۔ دوستو اس رونقِ بازار کو ایک میلے کی نظر سے نہ دیکھنا! یہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک زبردست نشان ہے کہ الہام (یاتیک من کل فج عمیق) کے ماتحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قسم قسم کے نفیس و نایاب تحف و ہدایا اُس واہب العطایا کی مقرر بلکہ مشتہر شدہ مشیت کے ماتحت بارگاہ حضرت خلافت پناہی میں تو لگاتار کئی دن سے پُہنچ ہی رہے ہیں مگر آپ کے غلاموں کی تواضع کے لئے بھی انہی تحائف کے اطلال و دستار سر بازار نمودار ہیں کہ تا خدا کے پیارے مسیح موعود کی پاک باتیں ہر رنگ میں پوری ہو کر رہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم

ہاں اے ملت احمد ہم تجھے بڑے زور کے ساتھ مگر محض للہی دلسوزی و محبت کے پیرایہ میں خبردار کرتے ہیں کہ اس رونق بازار کی دلبستگیوں میں پھنس کر اپنے اصل مدعا کو نہ بھول جانا۔ دنیاوی میلے ٹھیلوں میں نئی تہذیب کے جلسوں میں۔ اکابر کی سالگرہ اور مشاہیر کی برسیوں میں تمہاری اس رونق سے کہیں زیادہ شان و شوکت اور سامانِ عیش و عشرت مہیا ہو جاتے ہیں مگر انہیں یہ پاک خصوصیت کہاں کہ تم نہ کسی فانی بیچ بیوپار کے لئے آئے ہو نہ دنیوی کاروبار کیلئے نہ کسی کی رسم خوشی ادا کرتی ہے نہ کسی کا ماتم۔ بلکہ تمہارا یہ اجتماع محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے۔ اس کے رسول کی تخت گاہ میں۔ اور اسی کے حکم کے ماتحت ہے۔ اُن تقریبوں کے شرکاء اپنی سفلی اغراض کی خاطر یکجا ہوتے ہیں۔ تو تم آسمانی انوار و برکات سے مستفید ہونے اور خدائے غیور کا جلال ظاہر کرنے جمع ہوئے ہو جس نے آج

سے تینتیس چالیس سال پہلے اس گمنام قریہ کے شاندار مستقبل کی کھلی کھلی خبریں دیں۔ جو آج تبتیغ پوری ہو رہی ہیں۔ فالحمد للہ والمنۃ۔ مگر افسوس انپر جو ایک مدت ان برکات و انوار کے حصہ دار رہکر امامِ آخر الزمان کی جماعت سے کٹ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

ہمارے جلسہ کی پاک خصوصیات انقطاع الی اللہ کا نظارہ

ممکن ہے ناواقفوں کو بیان بالا سے شبہ پڑے کہ اور لوگوں کیطرح شاید احمدی بھی اپنے جلسے کے موقعہ پر آرایش و زیبایش کی آنی فانی دلبستگیوں میں منہمک ہو جاتے ہوں اور یہ بھی گویا ایک قوم کا سالانہ میلا ہی سا ہوتا ہے۔ تو یہاں خدا کے فضل سے اس قسم کے شکوک کا ازالہ کرنے والے نظارے بھی کافی سے زیادہ دیکھنے میں آجائینگے۔ از انجملہ سب سے اول تو پنجوقتہ نمازوں کا سین ہوتا ہے جبکہ تکبیر ہوتے ہی سب کے سب غلامانِ مسیح محمدی اپنے تمام کاروبار چھوڑ چھاڑ شریک جماعت ہو جاتے ہیں۔ جب ذرا آدمی مسجد مبارک اور اسکی سقف و مقدس وغیرہ کی وسعت میں بھی نہیں سما سکتا تو پھر احمدی بازار کا گزرگاہ۔ دوکانیں سونے والوں کے تخت اور دفاتر ملحقہ کے کمرے سب نمازیوں سے پٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بہتوں کو جلدی میں کوئی کپڑا یا مصلیٰ بچھانے کی سُدھ نہیں آتی تو ارض حرم کی خاکِ پاک پر یونہی سربسجود ہو جاتے ہیں۔ اللہ اللہ! یہ ہجوم خلائق۔ یہ تبتل الی اللہ۔ کسی مقام کی یہ تاثیر یہ عظمت یہ احترام یہ اکرام۔ آج چشم فلک کو کہیں اور بھی دکھلائی دیتا ہے؟ حاشا و کلا۔ فسبحان اللہ۔ والحمد للہ واللہ اکبر +

اصل مدعائے اجتماع پر جماعت کی توجہ

پھر جسوقت دورانِ اجلاس میں کوئی لکچر یا وعظ ہوتا ہے یا حضرت اقدس کا درس قرآن شریف اسوقت بجز نا سمجھ چھوٹے بچوں۔ معذوروں اور خاص خاص مجبور دوکانداروں کے قریبًا ساری ہی موجودہ احمدی مخلوق اُمنڈ آتی ہے اور ہمہ تن گوش ہو کر اپنے امام محترم کے کلمات طیبات یا بزرگان سلسلہ کے ملفوظات کو سنتی ہے کیونکہ ان کے اجتماع کی غرض و غایت ہی یہ پاک مشاغل ہیں جنکی خاطر وہ دُور دُور سے بہت کچھ تکالیف اور صرف کثیر برداشت کر کے آتے ہیں۔ بھلا کسی میلے ٹھیلے میں بھی ایسا دیکھا گیا ہے؟ تو یہ تو یہ!! +

لغویات کا مومنوں کے ہاں کیا کام؟

گویا یہ حقیقۃً بھی سامان احمدی بازار یا جلسہ گاہ کے قریب نظر آتے ہیں محض مہمانوں کے رفع ضروریات کی خاطر۔ یا تجارت پیشہ مہاجرین وغیرہ کی کاروباری اغراض پر مبنی ہیں نہ کہ عام میلے تماشوں کے رنگ میں چنانچہ جو لغویات دنیوی میلوں میں ہوتی ہیں ان کا کوئی شائبہ بھی یہاں کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ پس ہمارا اپنے احباب کو خبردار کرنا اسی امر کی تاکید مزید کے لئے ہے جسے وہ خود بھی بفضل خدا خوب سمجھتے ہیں کہ جلسہ احمدیہ کی تمامتر رونق ہماری ضرورتوں کی بہم رسانی کا غیبی سامان ہے اور صداقتِ مسیح موعود کا اک بیّن نشان۔ لہذا اس سے دو ہی فائدے اُٹھانے چاہئیں۔ اوّل رفع حاجات۔ دوم تازگی ایمان +

[illegible]

ہمارے مکرم مہاجر تاجران کے علاوہ جنکی اعانت سب سے مقدم ہے بعض احباب بیرونجات سے بھی ضروری سامان تجارت بھی ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق لے آتے ہیں انکی قدر دانی و حوصلہ افزائی کا بھی احمدی قوم کو خاص خیال چاہیئے تاکہ یہ سلسلہ موجب ترقی ہو۔ مثلاً بعض ہزارہ وغیرہ کے بھائی پٹیاں لوئیاں وغیرہ لاتے ہیں شاہجہانپور کے برادر سخاوت علی خان صاحب گھڑیاں وغیرہ۔ دہلی کے برادر شیخ عبدالرحیم صاحب عینکیں چشمے۔ فیروزپور سے برادران اصغر علیخان و جعفر علیخان صاحبان اپنی ایجاد کردہ اکبری روشنائی لائے ہیں جس کا ذکر الفضل کی اخبار احمدیہ میں قبل ازیں ہو چکا ہے۔ انکے علاوہ خاص خاص اشیاء کے موجد یا سوداگر اور بھی بہت سے احباب ہیں انکے کام میں احمدی جماعت ہی کو ہمت بندھانی چاہیئے گو کاروباری امور میں غیروں کے ساتھ تنگدلی یا بخل برتنے کی ضرورت نہیں مگر اپنے بھائیوں کی [illegible] +

ع ۱ شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی کی تیار کردہ نفیس و نادر اشیاء میں منارۃ المسیح ٹریڈ مارک والی ڈبل روٹی خاص طور پر قابل دید و لائق نوشید ہے۔ اسکے علاوہ قسم قسم کے کیک بسکٹ اور ولایتی مٹھائیاں بھی قابل داد ہیں جو بغیر کسی کی شاگردی کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت اقدس کی دعاؤں کی برکت سے شیخ صاحب موصوف اپنے ہاتھ سے بکمال عمدگی بنا لیتے ہیں۔ خدا برکت دے۔ بڑا مخلص ہے یہ شخص کہ باوجود ایک کاروباری آدمی ہونیکے دینی خدمات میں ہم انکو نہایت سرگرم و مستعد پاتے ہیں جزاہ اللہ۔

جلسہ گاہ کا حال

سینین ماضیہ میں عموماً یہ جلسہ مسجد نور کے صحن میں ہوتا رہا مگر اب کی دفعہ تعلیم الاسلام کالج کی شاندار عمارت کے سنٹر ہال (کمرہ مرکزی) میں اس کا انعقاد قرار پا چکا تھا چنانچہ اس میں شمالی دروازہ کی طرف معزز مقررین اور مکرم صاحب صدارت کے لئے پختہ اینٹوں کا عارضی سٹیج تیار ہوا اس پر میز کرسیوں وغیرہ کا سامان ضروری بلا فضول تکلفات کے مہیا کیا گیا۔ مومن کی شان یہی ہے کہ اس کے کاموں میں سادگی ہو اور وہ ڈیکار لغویات اور تضییع اوقات تکلفات سے پاک ہوں۔ سٹیج کے سامنے ہال کے وسیع عرض و طول میں موسم سرما کی رعایت ملحوظ رکھکر پیال بچھادی گئی تاکہ سامعین زمین کی خنکی سے محفوظ رہ سکیں ؛

جلسہ گاہ میں مستورات کیلئے انتظام نشست

سنٹر ہال کی گیلریاں احمدی مستورات کے واسطے مخصوص کردی گئیں اور پردہ کا پورا پورا بندوبست کردیا گیا تاکہ ہماری مکرم و محترم بہنوں بہو بیٹیوں اور آیندہ احمدی نسل کی ماؤں کو بھی تقریریں سننے کا موقعہ ملے۔ یہ ہمارے امام اولوالعزم حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی خاص توجہات عالیہ کا نتیجہ ہے کہ جس حصۂ جماعت کی تعلیم و شائستگی اصلاح و ترقی دینی حمیت بیداری (بفضلہ تعالیٰ) ملت احمدؐ کے شاندار مستقبل کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے اسے حضور ممدوح کسی ذریعہ اصلاح و ترقی اور مشاغل دینی سے محروم رکھنا پسند نہیں فرماتے چنانچہ جمعہ میں ہماری مستورات برابر شریک ہوتی ہیں درس قرآن انکے لئے زنانہ میں بلا ناغہ ہوتا ہے ان بابرکت مواقع کی شرکت ان میں نیک پاک خیالات اور دینداری کے جذبات پیدا ہونے کے علاوہ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ آپس میں میل ملاقات تبادلہ خیالات اور باہمدگر افادہ و استفادہ بھی کر سکتی ہیں۔ مبارک ہے وہ جماعت جس کا امام خدا کے فضل و رحم کے ماتحت ایسا بیدار مغز حامی دین اور حقیقی بہی خواہ مسلمات و مسلمین ہو۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ :-

لیکن جلسہ صرف ایک دن کالج ہال میں ہو کر بعد ازاں بچند وجوہ صحن مسجد موصوف ہی میں* منعقد ہونا ضروری سمجھا گیا (ایڈیٹر)

ابتدائی اجلاس

بروز شنبہ مورخہ ۲۵ دسمبر

تعلیم الاسلام کالج قادیان کے شاندار سنٹر ہال میں

جیسا کہ ہم پچھلے پرچہ میں بتلا چکے ہیں گو جلسہ کی اصل تواریخ مشتہرہ ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ تھیں مگر بکثرت احباب ۲۵ ہی کو فراہم ہو جانے کے سبب حضرت اقدس ایدہ اللہ کے ایما اصلاح و صوابدید سے جلسہ ایک دن پہلے ہی شروع کردیا گیا۔ کارکنان جلسہ اور صدر انجمن کے عہدیداران متعلقہ نے (ماشاء اللہ) کمال پھرتی سے دس بجے کے اندر اندر اس کا پروگرام بھی تجویز کر کے چھاپ دیا۔ تقریریں کرنے والوں کو بھی خبر کردی اور یہ ابتدائی جلسہ اخویم مکرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم و مولف حیات النبی کی صدارت میں صبح دس بجے کے قریب شروع ہو گیا ؛

شیخ صاحب موصوف کی افتتاحی تقریر کے بعد مدرسہ احمدیہ اور مبلغین کالج کے متعدد طلبا نے جدا جدا عنوانوں پر تقریریں کیں ہر چند کہ انہیں تیاری کی کوئی مہلت نہیں ملی تھی۔ پھر بھی ماشاء اللہ بہت پاکیزہ خیالات ظاہر کئے۔ اور بجز ایک آدھ کے سب نے اپنے مطالب کو عمدگی سے ادا کردیا۔ بلکہ ۲۔۳ مقرروں کے بیان میں تو چشم بد دور خاصے مشاق بولنے والوں کی سی روانی پائی جاتی تھی۔ خاکسار خادم الفضل نے ان تقریروں کے نوٹ لے لئے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی اور گنجائش ہوئی تو انشاء اللہ انہیں جامہ ربط و تسلسل پہنا کر کسی آئندہ اشاعت میں ہدیۂ ناظرین کرینگے۔ مگر چونکہ یہ آرٹیکل طول کھینچ گیا ہے لہذا یہاں سردست ان کی بعض ضروری تصریحات و اشارات پر ہی اکتفا کرتے ہیں ؛

اول سید عزیز اللہ شاہ صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی پھر عزیز محمد صادق صاحب نے نظم پڑھی۔ پھر شیخ احمد الدین صاحب نے بھی نظم ہی پڑھی۔ اس کے بعد پہلی تقریر جو خاصی مطول و مفصل تھی اور پر مغز و معنی خیز عزیزی شیخ محمود احمد صاحب خلف الرشید اخویم مکرم شیخ یعقوب علی صاحب کی جو مدرسہ احمدیہ کے ایک ہونہار طالب علم ہیں جس کا ماحصل یہ تھا کہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو سورۂ جمعہ سے خاص تعلق ہے۔ اور آپ کی جماعت صحابہ کرامؓ کے ہمرنگ۔ پس اس کے ہر فرد کو تبلیغ کی ایسی دھن ہونی چاہئے جیسی انہیں (صحابہ کو) تھی۔ خدا تعالیٰ نے سچے مسلموں کی نہایت اعلیٰ و شاندار مثالیں سیدنا حضرت ابراہیم حضرت سرور کائنات اور حضرت مسیح موعود (علیہم السلام) کی صورت میں ہمارے سامنے رکھدی ہیں وہ اسلام کو دور دور تک پہنچاتے ہیں مجسم تبلیغ تھے اور اس کی خاطر بیشمار قسم کی سخت سے سخت مصائب کے برداشت کرنے میں ثابت قدم۔ تمام امتحانوں میں پورے اترنیوالے۔ پس ہمیں بھی ان پاک نمونوں سے سبق حاصل کر کے تبلیغ کی خدمت انہی کی مانند اخلاص و استقامت سے ادا کرنی چاہیئے اندھے بہرے گونگے تک خواہ کیسے ہی معذور ہوں مگر اپنی حوائج ضروریہ کسی نہ کسی طرح پوری کر ہی لیتے ہیں پس کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی اس اہم ترین ضرورت زندگی بلکہ مقصود حیات کے حصول میں سست یا بے پرواہوں انبیاء صرف تخمریزی کر جایا کرتے ہیں پھر اس کی آبیاری اور بار آوری ان کے متبعین ہی کے ہاتھوں ہوا کرتی ہے خدا نے ہمارے زمانہ میں تبلیغ کے سارے ضروری سامان اور مطلوبہ سہولتیں بھی پیدا کردی ہیں۔ اس واسطے اس فرض تبلیغ سے بے پرواہی کا کوئی عذر معقول نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم خدمت اسلام کے لئے صدق و اخلاص سے کمربستہ ہوں تو لازوال عزت و عظمت کے وارث بن سکتے ہیں۔ آج صحابہ کرام کو دیکھو کہا بلکہ کروڑہا مخلوق میں وہ عزت عظمت اور قدر و منزلت حاصل ہے کہ کسی کی مجال نہیں جو ان کے سامنے ان کی شان میں ذرا بھی گستاخی کی جرأت کر سکے۔ اگر کوئی دشمن دین ایسا کرنے بھی لگے تو وہ ایسے شخص کی تادیب و سرزنش میں جان تک کی پروا نہ کرینگے۔ برخلاف اس کے دنیا کے بڑے سے بڑے عظیم الشان تاجداروں کو بھی اگر کوئی سر بازار

بابعلا کہتا پھرے تو ان کے حفظ عزت کے لئے کسی کی رگ جمیعت جوش میں نہ آئیگی۔ یہ لازوال عزت اور احترام نتیجہ اسی قربانی کا انہوں نے تبلیغ و خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

بعد ازاں معزز میر مجلس صاحب نے عزیز محمود احمد کی تقریر پر کچھ توضیحی ریمارک کئے۔ آپ نے بڑے موثر پیرایہ میں فرض تبلیغ کی اہمیت پر زور دیا اور فرمایا کہ ان سامانوں کے ہوتے جو خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کی خاطر تکمیل اشاعت اسلام کی راہوں میں فی زمانہ مہیا فرما دیئے ہیں حالانکہ دیگر انبیاء کے وقت میں ان کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ بلکہ خود رسول خدا اور آپ کے صحابہ رض تک کے زمانہ میں یہ میسر نہ تھے جن کی عدم موجودگی میں بھی انہوں نے اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا۔ غرض ایسے اسباب سہولیت رکھتے ہوئے بھی اگر ہم اپنے فرض تبلیغ سے غافل رہیں تو ہماری جوابدہی کیسی سخت ہوگی۔

پھر چراغ الدین صاحب متعلم ففتھ ہائی کلاس نے سورۃ العصر کی سبق آموز و موثر تفسیر بیان کی اور اس کے ضمن میں تبلیغ حق کو ہر احدی کا فرض قرار دیا۔ گو طرز بیان مبتدیانہ اور سادہ تھا مگر معارف قرآنی کے رنگ میں رنگین۔ (مرحبا، نونہالان چمن احمدیت کے ایسے ہی پاک جذبات اور عالی خیالات ہونے چاہئیں۔ اللھم زد) اسکے بعد عبد القدیر صاحب طالب علم سوم مڈل نے صوم و صلوۃ کے عقلی و نقلی فوائد و برکات پر مختصر سی تقریر کی جو اپنی جگہ پر خاصی معنی خیز اور قابل تحسین تھی۔ (آفرین) پھر مولا بخش صاحب متعلم سوم مڈل نے اتحاد و ترقی جماعت کے مبحث پر اپنے خیالات ظاہر کئے جن میں تفقد مساعی کی برکات۔ نماز با جماعت کی حکمت حصول ہمدردی اور تحریک دعا وغیرہ کئی کام کی باتیں بیان کی گئیں۔ مبارک ہے اس عمر میں یہ حمیت دین و احساس قومیت اللھم زد۔ (باقی آئندہ)

اطلاع ضروری۔ جنوری میں انشاء اللہ وی پی روانہ ہونگے جن احباب کے ذمہ اخبار کی قیمت واجب ہے براہ مہربانی خیال رکھیں۔ (منیجر)

مولوی ثناء اللہ اپنے اصلی رنگ میں

پچھلے دنوں مولوی ثناء اللہ صاحب کا جبل پور میں مباحثہ ہوا تھا اس کے متعلق مولوی صاحب کے ایک رفیق مناظرہ کی تحریر کے مطابق الفضل میں لکھا گیا تھا۔ کہ مولوی صاحب کو سخت ناکامی ہوئی ہے۔ اور یہ ناکامی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس توہین اور ہتک کا نتیجہ ہے۔ جسے مولوی صاحب نے اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اب مولوی صاحب نے چونکہ اس رفیق مناظرہ سے مصالحت کر لی ہے۔ اور ایک تحریر دونوں کے دستخطوں سے شائع کی ہے۔ اس لئے وہ الفضل سے ملتجی ہیں۔ کہ وہ بھی ان کے مصالحت نامہ کو شائع کر دے۔ اور ساتھ ہی ہمیں اس تحریر پر ریویو کرنیکا حق بھی دیتے ہیں۔ چونکہ اس تمام تحریر کی جان صرف ایک ہی فقرہ ہے۔ اس لئے ہم اس کو بخط جلی لکھتے ہیں۔ جو یہ ہے کہ:- "اما بعد مباحثہ جبل پور سے آج تک جس قدر **تحریرات ایک دوسرے کے خلاف ہم فریقین سے شائع ہوئی ہیں۔ وہ رنج اور غصے پر مبنی تھیں** ان سے کوئی فریق مخالف استدلال و استنباط کرنیکا حق نہیں رکھتا" ان الفاظ کو پڑھکر ہمیں تو علماء ہم شر من تحت ادیم السماء کی تصدیق ایک نئے پیرایہ میں ہوگئی لیکن۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتلائینگے کہ جب ان کا غصہ اور رنج ان کی اس اپنی تحریر کے مطابق اپنے معمولی مخالف کے خلاف حق اور صداقت سے گری ہوئی باتیں لکھوا سکتا ہے تو ان کی وہ تحریریں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف شائع ہوتی رہتی ہیں۔ کیوں نہ اسی طرز پر سمجھی جائیں اور کیوں نہ انہیں حق کے مخالف قرار دیا جائے۔ اور اگر وہ یہ کہیں۔ کہ مباحثہ جبل پور کے معاملہ میں جو تحریریں میں نے شائع کی ہیں۔ وہ خلاف واقعہ اور صداقت سے دور نہیں۔ بلکہ حق اور درست ہیں۔ تو یہی اللہ کے مدمقابل مولوی صاحب کہینگے۔ اس حالت میں دو دو کا یہ لکھکر دینا کہ جس قدر تحریرات ایک دوسرے کے خلاف ہم فریقین سے شائع ہوئی ہیں وہ رنج اور غصے پر مبنی تھیں" بالکل فضول ہو جاتا ہے کیونکہ جب واقعات حق ہیں۔ اور ان میں کوئی بات ایسی نہیں لکھی گئی۔ جو غلط ہو۔ تو پھر ان میں غصہ اور رنج کی آلائش کے کیا معنی۔ اور پھر یہ لکھنا کہ کوئی فریق مخالف استدلال و استنباط کرنے کا حق نہیں رکھتا۔" ان کی سخت پردہ دری کر رہا ہے۔ کیونکہ جب آپنے باتیں درست اور صحیح لکھی ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ کوئی فریق ان سے استدلال نہ کرے اب ہر شخص مولوی صاحب سے یہ پوچھنے کا جائز حق رکھتا ہے کہ اگر آپنے اپنے فریق مخالف کے خلاف رنج اور غصہ سے مغلوب ہو کر واہی تباہی لکھا ہے۔ تو کیا یہ ایک مومن کی شان کے شایان ہے؟ مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے لا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اور مومنوں کا وصف خاص فرمایا والکاظمین الغیظ لیکن آپنے بجائے غصہ اور رنج کو پی جانے کے نہ صرف ناجائز اور نادرست طور پر اس کا اظہار و استعمال کیا۔ بلکہ اس سے مغلوب ہوکر حق اور صداقت کو بھی خیر باد کہہ دیا۔ افسوس ہے ایسے رنج اور غصہ پر جو ایک مدعی علم کو اس طرح صراط مستقیم سے دور پھینکدے۔ اور اگر آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے۔ تو کسی فریق کو اس سے استدلال کرنیکا کیوں حق نہیں ہے۔ جو آپ لوگوں کو روکتے ہیں؟

بہر حال کچھ بھی ہو خواہ آپنے غصہ اور رنج کی وجہ سے صداقت کے خلاف قلم اٹھایا۔ یا جو کچھ لکھا وہ درست لکھا دونوں صورتوں میں ہمارا مطلب حاصل ہے۔ کیونکہ اگر آپنے پہلی صورت اختیار کی ہے۔ تو اس سے آپ کی دینداری اور تقویٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اگر دوسری صورت اختیار کی ہے۔ تو اس طرح جو ذلت اور ناکامی آپ کو ہو چکی ہے۔ اس کو آپ بھی خوب محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپنے اس تحریر کے ذریعہ اس کے دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن خدا کی شان کہ آپ کو اور بھی زیادہ شرمندگی اٹھانی پڑی اب ہم غیر احمدی مسلمانوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا یہی مولوی صاحب ہیں۔ جن کی تحریروں کو آپ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف پڑھکر خوش ہوا کرتے ہو۔ انہوں نے تو صاف لکھدیا ہے کہ میں ایسی تحریریں بھی لکھا کرتا ہوں جو رنج اور غصہ کے سبب حق سے کوسوں دور ہوتی ہیں۔ پس کیا آپ لوگ حضرت مسیح موعود کے خلاف بھی انکی تمام تحریروں کو انہی جذبات غم و غصہ کے ماتحت نہ سمجھینگے۔ جبکہ مولوی صاحب کو ابتدا سے حضرت مسیح موعود کے ساتھ نقار اور دشمنی چلی آرہی ہے۔ امید ہے کہ حق پسند و صداقت شعار حضرات مولوی صاحب کے اس طرز عمل سے ضرور عبرت حاصل کرینگے۔

نبی کریمؐ کی نسبت کیا کہو گے

لاہوریون کے لٹریچر خصوصاً مولوی محمد علی صاحب کی اکثر تحریرات میں دیکھا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق بے بیباکی سے یہ بیان کرتے ہیں کہ اچھا نبی ہے کہ تیرہ سال اپنے منصب کو ہی نہ سمجھا۔ وغیرہ وغیرہ

معلوم نہیں ایسے لوگوں کے دلوں میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیسا ایمان ہوگا۔ جبکہ آنجناب کو بھی باوجود ابتدائی وحیوں مثلاً سورہ مزمل میں آپ کو مثیل موسٰی یعنے صاحب جلال نبی ظاہر فرمایا گیا ہے۔ مگر آنحضورؐ نے عزبت اور مسکینی سے وقت گذارا۔ تکلیف پر تکلیف اٹھاتے رہے مگر اف تک نہیں کی اور تاوقتیکہ صریح ارشاد الٰہی نہوا بطور مدافعت بھی مقابلہ شروع نہیں کیا۔ گویا باوجود وحی انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کے قریباً دس بارہ برس تک مثیل موسٰی کی حیثیت سے جلالی نبی کی شان اختیار فرمائی اور سخت سے سخت اذیتیں سہکر بھی صبر و درگزر سے کام لیتے رہے مگر صریح حکم کے بغیر تلوار نہ پکڑی۔ حضرت اقدس جناب مسیح موعود نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ ”جو لوگ خدا سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعوت نہیں کرتے .... اسی وجہ سے ہمارے نبی صلعم جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارے میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی تب تک اہل کتاب کے سنن دیرینہ پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے اور بروقت نزول وحی اور دریافت اصل حقیقت کے اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۸“ یہی وہ اصل ہے جس کی بناء پر آپ نے پہلے مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر سمجھا اور پھر وفات شدہ سمجھکر اپنے تئیں مسیح موعود قرار دیا۔ پھر یہی وہ اصل ہے جس کی بنا پر پہلے غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے بعدہٗ ان کے پیچھے نماز پڑھنا قطعی حرام ہونیکا فتویٰ دیا۔ پھر یہی وہ اصل ہے جس کی بنا پر پہلے اپنے تئیں عیسٰی علیہ السلام پر جزوی فضیلت قرار دیتے رہے اور بعدہٗ تمام شان میں فضیلت ظاہر فرمائی۔ بالآخر یہی وہ اصل ہے جس کی بنا پر پہلے اپنے تئیں جزوی نبی قرار دیتے رہے اور بعدہٗ صریح طور پر اپنے تئیں نبی مانکر حضرت عیسٰی علیہ السلام نبی اللہ پر تمام شان میں اپنی فوقیت ظاہر فرمائی۔ فافہم وتدبر ۔ خاکسار حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ ۔

ایک احمدی اور پادری جوالا سنگھ صاحب کی مذہبی گفتگو

لکھنؤ محلہ گنیش گنج میں کسی کسی ہفتہ بعد نماز مغرب مشن سکول میں پادری جوالا سنگھ صاحب آتے ہیں اور مذہبی گفتگو ہوتی ہے حسب معمول ۴۔ دسمبر کو پادری صاحب آئے۔ مولوی مرزا احسام الدین احمد صاحب سے گفتگو ہو رہی تھی اتنے میں احقر بھی پہنچا چونکہ اخویم مرزا احسام الدین احمد صاحب سٹیشن جانیوالے تھے اس لئے ان کی تقریر کے ختم ہوتے ہی عاجز نے پادری صاحب سے کہا:۔

احمدی (عاجز خیر الدین احمد) میں اس بات کا قائل ہوں کہ یہود نے حضرت مسیح کو مارنے کے لئے صلیب پر چڑھایا مگر حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ نے صلیبی موت سے بچایا۔ یہ دعویٰ ہے دلائل اس کے حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ حضرت داؤد حضرت مسیح کے لئے پیشگوئی کرتے ہوئے ۲۲ ویں زبور میں فرماتے ہیں ”بہت سے بیلوں نے مجھے گھیرا ہے۔ بشن کے مضبوط بیلوں نے چاروں طرف سے ہجوم کیا ہے۔ وہ مجھ پر پھاڑنے والے اور گونجنے والے شیر کی طرح منہ پسارتے ہیں۔ میں پانی کی طرح بہا جاتا ہوں میرے بند بند الگ ہو چکے ہیں میرا دل موم کی طرح میرے سینے میں پگل گیا۔ میری قوت ٹھیکرے کی طرح خشک ہو گئی۔ میری زبان تالو سے لگی جاتی ہے اور تو مجھے موت کی خاک پر پہنچاتا ہے کیونکہ کتے مجھے گھیرتے ہیں بشریروں کی گروہ میرا احاطہ کرتی ہے۔ وہ میرے ہاتھ اور پاؤں چھیدتے ہیں۔ وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں اور میرے لباس پر قرعہ ڈالتے ہیں۔ پر تو اے خداوند دور مت رہ! اے میری توانائی جلد میری مدد کے لئے آ! میری جان کو تلوار سے بچا! میری وحیدہ کو کتے کے ہاتھ سے۔ شیر کے منہ اور بھینسوں کے سینگوں سے مجھے رہائی دے! تو نے میری سنکے بچایا ہے“

یہ تمام پیشگوئی جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے حضرت مسیح پر چسپاں ہوتی ہے چنانچہ تمام عیسائی مفسرین نے بالاتفاق مانا ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح کے لئے ہے۔ اس میں حضرت مسیح کے ان واقعات کا پورا نقشہ ہے کہ جب وہ پکڑے گئے اور ہاتھ پاؤں چھیدے گئے نیز شریروں وغیرہ کے ہاتھ سے بچنے وغیرہ کی خبر ہے جیسا کہ عبارت پیشگوئی ”تو نے میری سن کے بچایا ہے“ صاف طور سے بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح صلیبی موت سے نہیں مرینگے لہذا الٰہی کلام کبھی غلط نہیں ہو سکتا

۲۔ حضرت مسیح خود فرماتے ہیں ”اس زمانے کے بد اور حرام کار لوگ نشان مانگتے ہیں مگر یونسؑ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان نہیں دیا جائیگا“ اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ یونسؑ نبی کا نشان کیا تھا؟ سو واضح ہو کہ مچھلی نے آپکو نگلا کما قال اللہ تعالیٰ فالتقمہ الحوت الخ اور تین رات دن آپ بطن ماہی میں رہے۔ ایسی تنگ و تاریک اور محبوس جگہ میں انسان کا زندہ رہنا محالات سے ہے لیکن حضرت یونسؑ زندہ نکالے گئے جو ایک خارق عادت معجزہ ہے اسی طرح حضرت مسیحؑ بد اور حرامکاروں کو فرماتے ہیں کہ یونسؑ نبی کی طرح انکو نشان دیا جائیگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب آپ کاٹھ پر لٹکائے گئے اور تین رات دن مچھلی کے پیٹ کی طرح غار میں رہے مگر جس خدا نے حضرت یونسؑ کو بطن ماہی سے نکالا اسی کی تائید نے حضرت مسیح کو موت کے منہ سے نکالا چنانچہ آپ زندہ ہی نکلے اور زندہ ہی بچنا ضروری تھا کیونکہ ممکن نہیں کہ ایک نبی کا فرمان غلط ہو ۔

الفضل کی خریداری اور توسیع اشاعت کا آپکو نہیں تو کیا غیروں کو فکر ہوگا! (منیجر)

۳۔ لکھا ہے جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جائے وہ لعنتی ہے اسی لئے حضرت مسیح نے صلیبی موت کے پیالے سے بچنے کے لئے تا وہ لعنتی نہ ٹھہریں اور تا عوام اس سے ٹھوکر نہ کھائیں رات کو باغ میں رو رو کر دعا مانگی اور یہ ممکن نہیں کہ ایک نبی کی دعا اور وہ بھی حالت اضطرار کی دعا مستجاب نہ ہو پس آپ کی دعا قبول ہوئی اور اس سے بھی یہی ماننا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح ضرور صلیب سے بچائے گئے۔ جیسا کہ عبرانیوں باب ۵ آیت ۷ میں لکھا ہے کہ اُس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی"

فی الحال یہ تین گواہیاں کافی ہیں اگر تشفی نہ ہوئی تو مزید ثبوت کا بار ہم پر ہے

پادری جوالاسنگھ صاحب۔ جواباً عرض ہے کہ امر اول کی نسبت یہ گذارش ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مماثلت تامہ کا ہونا ضروری نہیں کسی فرد میں مماثلت کافی ہے۔ لہذا یہاں تین رات دن رہنے سے مراد مماثلت ہے یہ ضروری نہیں کہ پوری پوری مماثلت یونس کے ساتھ ہو۔ رہی دوسری بات سو اس کے متعلق عرض ہے کہ اگر ہم مان لیں کہ حضرت مسیح نے یہ فرمایا تھا اور جیسا کہ آپ توضیح کرتے ہیں ایسا ہی ہے تو بھی ہم کہتے ہیں کہ بحیثیت اُلوہیت کے حضرت مسیح نہیں مرے اور بحیثیت انسانیت کے ان کی وفات صلیب پر ہوئی۔ کیونکہ مسیح اُلوہیت اور انسانیت کا برزخ ہے رہا امر سوم سو حضرت مسیح نے صاف اور بیّن لفظوں میں اپنے پکڑوائے جانے اور غیر قوموں کے حوالے کئے جانے سے پیشتر کہا تھا کہ ضرور ہے کہ ابن آدم پکڑوایا جائے اور غیر قوموں کے حوالے کیا جائے اور مارا جائے اور تیسرے دن پھر جی اٹھے لہذا یہ صاف اور بیّن حوالہ اس بات کے لئے کافی ہے کہ مسیح پکڑا گیا۔ مارا گیا۔ اور جی اٹھا۔ اور کون مخبوط الحواس انسان ہوگا جو اس کو سنے اور اس بات کو نہ سمجھے۔

احمدی۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ مشبہ مشبہ بہ میں مماثلت تامہ ہر جگہ نہیں ہوتی مگر افسوس کرتا ہوں کہ پادری صاحب نے اپنے خداوند کے نشان پر ہاتھ صاف کیا۔ کیونکہ پادری صاحب فرماتے ہیں کہ صرف تین رات دن رہنے میں یونس نبی سے مشابہت ہے مگر عرض ہے کہ صرف تین رات دن قبر یا مکان یا کسی اور مقام میں رہنا معجزہ ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ اس میں خارق عادت کوئی بات نہیں۔ لہذا اگر محض رہنے میں مشابہت پائی جائے تو کوئی معجزہ نہیں۔ سوال تھا ہے کہ خداوند کے معجزہ کو نہ مٹایئے اور اسے زندہ ہی رہنے دیجئے پھر آپ کا یہ کہنا کہ بحیثیت الوہیت کے وہ زندہ رہا یہ بھی کوئی معجزہ نہیں کیونکہ کسی کا یہ کہنا کہ ہمارا خدا موت کے منہ میں جا کر پھر زندہ آگیا یہ ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ کہ دیکھو کتنا بڑا معجزہ دکھایا گیا کہ ہمارا خدا بوجہ الوہیت کے مرا ہی نہیں۔ افسوس کہ آپ خدا کی نسبت اس کو معجزہ خیال کر رہے ہیں حالانکہ خدا کی تو ذات ہی خود ایسی ہے کہ اس پر فنا کبھی طاری نہیں ہوتی۔ لہذا اس کو معجزہ خیال کرنا ایک لغو اور بیہودہ بات ہے۔ ہاں معجزہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ مسیح بلحاظ انسانیت کے موت کے منہ میں جائے اور پھر زندہ بچ جائے۔ اور یہ بات بھی ثبوت طلب ہے کہ مسیح انسانیت اور الوہیت کا برزخ بھی تھا؟ کیونکہ ان میں بشری کمزوری کا پایا جانا جو ایک ضروری کا پایا جانا۔ رو رو کر دعا مانگنا اپنے دائیں بائیں بٹھانے سے بے اختیار ہونا قیامت کے علم کا نہ ہونا اور ایلی ایلی لما سبقتانی کا کہنا۔ یہ سب باتیں اس کی انسانیت پر دلالت کرتی ہیں بہتیرے اعتراض کو ایک خاص وجہ سے دیدہ دانستہ چھوڑتا ہوں اور پادری صاحب کو پھر بولنے کا موقعہ دیتا ہوں

پادری صاحب۔ افسوس میرے مفہوم کو آپنے سمجھا ہی نہیں میں یہ کب کہتا ہوں کہ وہ الوہیت کی حیثیت سے نہیں مرا۔ یا صرف تین رات دن رہنے میں اس سے مشابہت ہے بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ تین رات دن موت کے منہ میں رہا اور بحیثیت انسانیت کے وہ صلیب پر نہیں مرا مگر ساتھ ہی اس کے میں پھر تحدی سے کہتا ہوں کہ آپ میری تیسری بات کا جواب دیں کہ جب بیّن طور سے مسیح نے اپنے مرنے اور زندہ ہونے کی نسبت فرما دیا تھا تو پھر اس سے انکار کرنا جائے تعجب ہے

احمدی۔ ناظرین خدا کا شکر ہے کہ یہ تمام مقدمہ فیصل ہو گیا اور پادری صاحب نے قبول کر لیا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے۔ سو واضح ہو کہ جب حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے تو کفارہ کا وجود نہ رہا۔ لہذا موجودہ عیسائیت کے لئے نجات محال اور ناممکن ہے اور عیسائیت بالکل باطل ہے کیونکہ عیسائیت کا انحصار کفارہ کے شہتیر پر ہے جو پادری صاحب نے گرا دیا۔ پس عیسائیت کا خاتمہ ہوا اور یہ سب طلسم ٹوٹ گیا اور آپ کی تحدی بھی ساتھ ہی تشریف لے گئی کیونکہ جب آپنے قبول کر لیا کہ حضرت مسیح نے صلیبی موت سے بچنے کی پیشگوئی کی تھی اس لئے ان کی طرف ہم دوسرا قول منسوب نہیں کر سکتے کہ وہ مارے جائینگے اور پھر زندہ کئے جائینگے کیونکہ قول اول کی یہ نقیض ہے۔ اور کوئی عقلمند باہوش انسان دو مختلف قول اپنی نسبت نہیں کہتا نیز ہمارے پاس ایک دوسرا جواب یہی ہے کہ حضرت مسیح نے ہرگز ہرگز بیّن اور واضح طور سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں مارا جاؤنگا اور پھر زندہ کیا جاؤنگا۔ کیونکہ وہاں یہ الفاظ ہیں کہ مسیح کے شاگردان کی ان باتوں کو نہیں سمجھے اور اگر آپ کو یقین نہ ہو بائبل منگوائیں بندہ پیش کریگا۔

پادری صاحب۔ بائبل میں لکھا ہے کہ ان نوشتوں کو نہیں جانتے تھے جن کی رو سے مسیح کا مارا جانا اور زندہ ہونا ضروری تھا مگر حضرت مسیح کے اس قول کی نسبت کہ "میں مارا جاؤنگا۔ اور تین رات دن کے بعد پھر جی اٹھونگا" نہیں ہے کہ وہ نہیں سمجھے۔ اس کے بعد انجیل منگوائی گئی مگر چونکہ رات تھی اور انجیل باریک رومن میں تھی لہذا بموجب فرمانے پادری صاحب کے اس حوالے کے ثبوت کو آئندہ پر چھوڑا گیا۔ بعدازاں جلسہ برخاست ہوا۔ پادری صاحب نے ایک شخص سے جس پر اچھا اثر ہوا تھا اور وہ مسلمان تھا کہا کہ یہ لوگ احمدی ہیں اور حضرت مسیح کو مانتے ہیں کہ وہ کشمیر میں مدفون ہیں۔ اس پر گھبراہٹ کے ساتھ اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ مسیح کو رسول نہیں مانتے؟ میں نے کہا کہ ہم قرآن کو کلام الٰہی جانتے اور مسیح کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ وہ اپنے وقت پر آئے اور مر گئے اور کشمیر میں دفن ہیں۔

اب میں وہ حوالہ درج کرتا ہوں جس کا میں نے وعدہ

کیا مقام ہوا ہذا۔ لوقا باب ۱۸۔ آیت ۳۱-۳۲-۳۴۔ پھر اس نے ان بارہ کو ساتھ لیکر ان سے کہا کہ دیکھو ہم یروشلم کو جاتے ہیں اور جتنی باتیں نبیوں کی معرفت لکھی گئی ہیں ابن آدم کے حق میں پوری ہونگی۔ کیونکہ وہ غیر قوموں کے حوالے کیا کیا جائیگا اور لوگ اس کو ٹھٹھے میں اڑائینگے۔ اور اس کو قتل کرینگے۔ اور وہ تیسرے دن جی اٹھیگا۔ لیکن انہیں ان میں سے کوئی بات نہ سمجھی اور یہ قول ان پر پوشیدہ رہا اور ان باتوں کا مطلب ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ (ماخوذ از بائبل مطبوعہ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۰۸ء)

خیرالدین احمدی احمدی۔ کلکتہ سائیکل مارٹ لاٹوش روڈ لکھنؤ

بقیہ مدینۃ المسیح

ارشاد عالی۔ ۲۵ دسمبر کو بعد نماز مغرب حضرت اقدس نے مسجد اقصےٰ میں ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں جماعت اور خاصکر معزز مہمانان بیرونجات کو دو باتوں کی تاکید تھی اول یہ کہ جملہ احباب حتی الوسع بڑی جماعت میں شامل ہو کر ... ... نمازیں ادا کریں۔ یہ نہو کہ دو سالہائے گزشتہ کیطرح اپنے اپنے ڈیروں پر الگ چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی کرلیں۔ دوسرے یہ کہ اپنا وقت سیر تماشے میں رائگان نہ کھوئیں۔ یہ تو شہروں میں بھی کم نہیں ہوتے مگر یہاں آنے کی جو اصل غرض ہے وہ بہرحال مقدم ہونی چاہیئے یعنی لیکچروں وعظوں اور جلسہ کی دیگر ضروری کارروائیوں میں پوری توجہ اور مستعدی سے حصہ لینا جس کا پھر کہیں سال بھر بعد ہی موقعہ ملیگا خدا جانے اس وقت تک ہم میں سے کون کون جیئے اور دیکھیگا (مفہوم بالفاظ راقم)

درس قرآن مستورات میں برابر بلا ناغہ ہوتا رہا۔

بیعت ایام جلسہ میں قریباً روزانہ کثیر التعداد مردوں نیز مستورات کی بیعت بھی برابر ہوتی رہی۔ اللھم زد فزد۔ جماعت کو سلسلہ حقہ کی روز افزوں ترقی مبارک ہو اور حضرت امام اولوالعزم ایدہ اللہ کو ہماری طرف سے دوہری مبارکباد کہ اول تو حضور کے حلقہ بگوشوں کا شمار روز

خواجہ کمال الدین کے مطالبہ حلف کا جواب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خطبہ جمعہ جس میں حضور نے خواجہ کمال الدین کے مطالبہ حلف کا جواب دیا تھا۔ وہ اس قابل تھا کہ غیر مبائعین اور غیر احمدیوں میں اسے کثرت سے شائع کیا جاوے چنانچہ بعض احباب نے اخبار الفضل میں اس کے متعلق تحریک کی۔ اور اس کی خریداری کا وعدہ بھی فرمایا مگر قادیان میں دیگر کاموں کی کثرت کے سبب یہ کام التوا میں پڑا رہا۔ اس لئے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن المعروف مجمع الاخوان لاہور نے اس ضرورت کو محسوس کر کے اس کے شائع کرنیکا بندوبست کیا۔ اور وہ مضمون بفضل خدا چھپکر طیار ہو چکا ہے۔ جن احباب نے خریداری کے وعدے فرمائے تھے ان کی خدمت میں التماس ہے کہ خاکسار راقم کو اطلاع دیں۔ تاکہ مطلوبہ تعداد انکی خدمت میں بذریعہ وی پی ارسال کی جاوے یہ مضمون بصورت ہینڈبل شائع کیا گیا ہے۔ جو $\frac{20}{26}$ کے آٹھ صفحوں پر ختم ہوا ہے۔ گویا دو ہینڈبلوں کے برابر ہے اس لئے اسی مناسب ہے اس کی قیمت ایک روپیہ سینکڑہ رکھی گئی ہے جو گویا اصل لاگت ہے خرچہ ڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ جو احباب ہمارے ہینڈبل مستقل طور پر خرید فرماتے ہیں ان کی خدمت میں حسب معمول بذریعہ وی پی ارسال ہوگا اور انہیں درخواست کرنے کی ضرورت نہیں جن احباب کو اس کی ضرورت ہو وہ بہت جلد تعداد مطلوبہ سے اطلاع دیں۔ کیونکہ مطبع میں پتھر محفوظ رکھا ہوا ہے تاکہ درخواستوں کے مطابق مزید تعداد بلا تکلف چھاپی جاسکے۔ مگر اس کام میں سستی اور دیر نہ کریں بلکہ اس اعلان کو مطالعہ فرماتے ہی فوراً جواب سے مشکور فرمائیں۔ تاکہ بہت جلد ... ... اس کی اشاعت تمام ہندوستان میں ہو جائے۔

خاکسار سید دلاور شاہ

سکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور

بقیہ فہرست نومبائعین

حصہ ششم۔ برہمن بڑیہ مرسلہ مولوی سید محمد عبد الواحد صاحب مبلغ احمدیت در بنگال

۵۱۔ معززاختر بی بی بنت قاضی عبد اللطیف
۵۲۔ مظہر حسین پسر قاضی مذکور
۵۳۔ مجدالدین احمد پسر 〃 〃
۵۴۔ امین بی بی زوجہ کامو متوفی
۵۵۔ امینہ بی بی زوجہ ہابو 〃
۵۶۔ اعظم الدین پسر 〃 〃
۵۷۔ شہاب الدین 〃 چارو 〃
۵۸۔ فجر علی پسر نجیب اللہ 〃
۵۹۔ قلم نسا بی بی زوجہ فجر علی مذکور
۶۰۔ خیرالنسا 〃 قیام الدین 〃
۶۱۔ سیدالنسا 〃 مراد علی 〃
۶۲۔ مہرنسا 〃 بنت 〃 〃
۶۳۔ سمت علی پسر شیر علی
۶۴۔ کلثوم بی بی زوجہ تمیز الدین مرحوم
۶۵۔ آفتاب میاں پسر معرفت اللہ مرحوم
۶۶۔ اشرف علی پسر امین الدین
۶۷۔ معزالدین پسر شفر متوفی
۶۸۔ سندر علی 〃 ریاض الدین
۶۹۔ الہ داد خان پسر منشی محمد دولت خان وکیل۔
۷۰۔ تمیز الدین پسر اشرف علی چوکیدار
۷۱۔ عبدالحفیظ پسر ناگر متوفی
۷۲۔ فاطمہ بی بی زوجہ عبدالحفیظ مرحوم
۷۳۔ کریم النسا بی بی زوجہ عبدالکریم
۷۴۔ عظیم النسا 〃 〃 الفر علی
۷۵۔ عائشہ بی بی بنت اشرف علی مرحوم
۷۶۔ کریول نسا 〃 زوجہ کرامت علی
۷۷۔ امیرالنسا 〃 〃 خدا نواز
۷۸۔ محمد اسمٰعیل پسر تمیز الدین متوفی
۷۹۔ ثنا معزن بی بی زوجہ منشی قاسم علی متوفی۔
۸۰۔ بفیض الدین پسر محمد علی
۸۱۔ نواب النسا بی بی زوجہ منشی نواب علی متوفی۔
۸۲۔ دیارش علی پسر کلیم الدین سرکار
۸۳۔ آبجان بی بی زوجہ عین الدین
۸۴۔ نائب علی پسر حیدر علی متوفی
۸۵۔ بدائی پسر مذکور۔
۸۶۔ ٹوکونی بی بی بنت مذکور
۸۷۔ کفایت علی پسر 〃
۸۸۔ جمعہ کی ماں 〃 〃
۸۹۔ کاتیا پسر ارشاد علی۔
۹۰۔ مراد علی پسر احسن اللہ متوفی
۹۱۔ اشرف علی 〃 مراد علی مذکور
۹۲۔ عالم النسا بی بی زوجہ ربیع اللہ مرحوم
۹۳۔ ماجد النسا بی بی زوجہ ربیع اللہ متوفی۔
۹۴۔ نذر الدین پسر شودو مرحوم
۹۵۔ رمضان پسر صابر 〃
۹۶۔ قطب علی پسر منظور علی
۹۷۔ خان محمد۔ پسر عبداللہ مرحوم۔
۹۸۔ سعید علی پسر عظمت علی متوفی۔
۹۹۔ منشی یوسف علی ٹھیکہ دار شیخ فالو
۱۰۰۔ شیخ فالو پسر شیخ محمد حسین مرحوم

فالحمد للہ الذی اکمل صد ھذا المائۃ السادسہ

میزان ۱۰۰